ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

لیاقت
اسکالر پی ایچ ڈی اُردو، شعبۂ اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
ڈاکٹر صدف فاطمہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، یونیورسٹی آف کراچی
ڈاکٹر نازیہ پروین
فیصل آباد

شبہ طراز کا سفر نامہ "یورپ میں ۱۹ دن": ایک مطالعہ

Liaqat
Research scholar,Deptt; of Urdu, Hazara University Mansehra
Dr.Sadaf Fatima
Assistant Professor, Deptt; of Urdu, University of Karachi
Dr.Nazia Parveen
Faisalabad

A study of Shiba Taraz's Travelogue "Europe main 19 din"

Shiba Traz is a versatile personality in Urdu literature. she is known as a writer, poete, artist and an intelligent journalist in academic, literary and social circles. Her father is Syed Asghar Mehdi and mother is Uzra Asghar. She has only one brother Syed Anber Tajoor. She got her education up to BSC as regular student. Later she was married to Zaigham Abbas n did her MA in Urdu as a private candidate. She has three daughters. She is editor of literary magazine Tagdeed e no published from Lahore and also she is honorary editor of a magazine “Makhzan” published from England. She is a member of Halqa e arbab e zoq. She inherited the literary taste while she is a born artist. This artistic touch reflects through her literary pieces. Sheepberry, stories, travelogue, and translations have Captivated the interest of the readers.

Key Words: *Versatile Personality, Urdu Literature, Writer, Poete, Artist, Journalist, Editor, Magazine.*

سفر انسان کی فطرتِ ثانیہ ہے۔ سفر کے بغیر انسانی زندگی کی بقا ناممکن ہے۔ حتیٰ کہ خود انسانی زندگی بھی ایک سفر ہی ہے۔ جو روزِ اول سے ابد تک جاری و ساری ہے۔ اس لیے ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ سفر اور انسانی زندگی ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ یہ سلسلہ بغیر وسیلوں کے بھی چلتا رہا ہے موجودہ دور میں بھی رواں دواں ہے۔ یہ سائنس و ٹیکنالوجی کا عہد ہے۔ سائنسی ترقی سے دنیا کی وسعتیں سمٹ گئی ہیں۔ جس کی بدولت مسافروں، ادیبوں اور سیاحت نگاروں کو سفر کی سہولیات وافر مقدار میں میسر ہو گئی ہیں جس کے سبب سیاحت نگاروں کو سات سمندر پار اُن خطوں کو بھی دیکھنا نصیب ہوا جو اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھے۔ اگرچہ انھوں نے اپنی سیر و تفریح، ذوق و شوق کو تسکین تو دی مگر ان سفری تاثرات و مشاہدات کو صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے قارئین کی داد نہ پا سکے اور ذوقِ سیاحت کو پروان نہ چڑھا سکے۔ دراصل معلومات اور مشاہدات کے باوجود سفری کہانیوں کو ادبی پیرائے میں پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج معیاری سفر ناموں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی ہے۔ اُردو زبان میں لکھے گئے سفر ناموں کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ بہت ہی کم سفر نامے ادبی معیار پر پورا اُترتے ہیں۔ اس وقت میرے زیرِ مطالعہ سفر نامہ "یورپ میں ۱۹ دِن" ہے جو اُردو ادب میں تازہ ہوا کے جھونکے کی حیثیت رکھتا ہے۔ سال ۲۰۱۹ میں شبہ طراز کو یورپ کی سیر و سیاحت کا ایک مختصر موقع ملا تھا۔ مگر تھوڑی مدت کے باوجود انھوں نے سفر نامہ میں یورپ سے متعلق وہ اہم معلومات قارئین تک بطریق احسن پہنچائیں جو طویل مدت تک یورپ میں رہنے والے سیاحت نگار نہ پہنچا سکے۔ شبہ طراز نے سفر کے آغاز سے اختتام تک یادگار واقعات، تاریخی مقامات، قدرتی مناظر، سفری مشاہدات و تاثرات کو خوب صورت پیرائے میں سمو کر ادبی چاشنی کے ساتھ شاعرانہ اسلوب میں صفحہ قرطاس پر منتقل کیا۔

سفر یورپ کی غرض و غائیت (جو مصنفہ نے سفر نامہ کے ابتدا میں بیان کی ہے) کہ ان کی بیٹی جزا جو جرمنی کے شہر فرائی برگ میں زیرِ تعلیم تھی۔ اس کی پر اسرار دعوت پر مصنفہ نے بیٹی دعا کے ہمراہ جرمنی کے سفر کا قصد کیا تھا۔ ان کے شوہر ضیغم عباس بھی سفر کا ارادہ رکھتے مگر سرکاری ملازمت کی وجہ سے نہ جا سکے تھے۔ شبہ طراز کا سفر نامہ "یورپ میں ۱۹ دِن" میں جرمنی، فرانس، سویئزر لینڈ اور اٹلی کی سفری روداد ہے۔ جس میں انھوں نے ۱۹ دن کی سیر و سیاحت کا حال تمام جزویات کے ساتھ دل فریب انداز میں تحریر کیا ہے۔ جرمنی کی سیر و سیاحت میں

جن اہم شہروں اور خاص مقامات کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں فرینکفرٹ، فرائی برگ، کولمار، ٹی ٹی سی جھیل، جنگل اور زیورخ شامل ہیں۔ سفر نامہ کے ابتدائی چھپن صفحات میں جرمنی کی سیر و سیاحت کا حال بیان ہوا ہے۔ جرمنی کے بعد فرانس کی سیر و سیاحت کا ذکر ملتا ہے۔ جن میں پیرس، لوور، آیفل ٹاور، وریسلز کے محلات و باغات کی سیر کی کہانی شاعرانہ انداز میں بیان کی ہے۔ تیسرا سفر سوئیزر لینڈ اور آخری اٹلی کے بارے میں ہے۔ جن تاریخی اور اہم مقامات اور شہروں کا تذکرہ کیا ان میں وینس، فلورنس، جنگِ عظیم کا پُل، روم، ویٹی کن سٹی، کلوزیم، کیٹس اور شیلے شامل ہیں۔

سفر کا آغاز لاہور سے ابو ظہبی اور پھر جرمنی، فرانس، سوئیزر لینڈ سے ہوتے ہوئے اٹلی کی سیر و سیاحت پر مکمل ہوتا ہے مصنفہ نے ان ممالک میں ۱۹ دن تک قیام کیا مگر سفر نامہ میں جس قدر اہم معلومات اکٹھی کر دیں ۔ قاری کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔

شبہ طراز ایک ادبی رسالہ " تجدید نو " کی ایڈیٹر ہیں۔ مصنفہ کو اُردو ادب میں یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ شاعرہ، افسانہ نگار، صحافی، مصورہ ہونے کے ساتھ خوبصورت اسلوب کی سفر نامہ نگار بھی ہیں۔ ان کا سفر نامہ پڑھتے ہوئے قاری کو ان کی نثری تحریروں میں شاعری کا لطف بھی ملتا ہے کہانی کا تجسس اور تحیرانہ انداز بھی دکھائی دیتا ہے ۔ مستنصر حسین تارڑ نے بھی اس سفر نامے کو غیر معمولی قرار دیا ہے۔ اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> "شبہ طراز نے آئینے میں پھول کھلا دیا ہے اور مجھے دکھایا ہے ۔ اس کی تحریر میں شاعروں کا مدھم بہاو بھی ہے اور نثر کے مدھر کرشمے بھی۔ ان دونوں کے امتزاج نے "یورپ میں ۱۹ دن" کے خواب کو مزید خواب ناک کر دیا ہے۔ وہ مجھے اس لیے بھی تحریر ہو گئی کہ اس نے میرے پیارے شہر بسیرا کیا میں اور مجھے یاد رکھا۔ اس کی تحریر میں سوچ کی ایک متانت ہے ۔ سفر نامہ "یورپ میں ۱۹ دِن "ایک معمولی نہیں بلکہ غیر معمولی ہے"۔(۱)

شبہ طراز کی یہ خوبی ہے کہ انھوں نے سفر نامے کے آغاز میں ایک ایسی حقیقت بیان کی ہے۔ جس کی نشان دہی آج تک کوئی ادیب، سیاحت نگار نہ کر سکا۔ جرمنی کے ویزہ کے حصول میں مصنفہ کو جن مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ انھیں بیان کرنا مشکل ہے۔ اگر چہ اس سے قبل بھی سیاحت نگاروں کو جرمنی کے ویزہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

کے حصول میں اس طرح کی مشکلات در پیش رہی ہیں۔ مگر کسی ادیب نے ان مشکلات کا ذکر اپنے سفر ناموں میں نہیں کیا۔شبہ طراز نے پہلی بار سفر نامہ میں حقیقی تصویر کے دونوں رنگ قارئین تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر رئیس احمد صمدانی مصنفہ کی اس جرات مندانہ کاوش کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"شبہ طراز نے جن مراحل ومشکلات کی تصویر کشی کر کے قابل قدر کام کیاہے۔وہ سفر پر روانہ ہونے سے قبل جن ذہنی مشکلات سے گزریں ان کو بیان۔ مجھ جیسے لوگ جرمنی جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انھیں ان مراحل کا علم ہو گیا۔ وہ ویزہ کی باریک بینیوں اور نزاکتوں سے آگاہ ہوگئے۔ ساتھ ہی پاکستان میں جرمن ایمبیسی کے اہلکاروں کے رویے کو بھی آشکارا کیا گیا۔شاید جرمنی کی وزارت خارجہ کو اس کتاب کے توسط سے اپنی ایمبیسی کے اہلکاروں کے رویے کا علم ہو جائے اور آئندہ جرمنی کا ویزہ حاصل کرنے والوں کو ان مصائب کا سامنانہ کرنا پڑے"۔[۲]

شبہ طراز کے سفر نامہ سے ان کے سیاحتی شعور اور گہرے مشاہدے کا اندازہ ہوتا ہے۔وہ قدرتی مناظر اور واقعات کو قرینے کے ساتھ مربوط کر کے قارئین کے سامنے لا کر توجہ اپنی طرف موڑ لیتی ہیں۔اُنھوں نے دوران سیاحت نہ صرف چند خاص روایتی پہلوؤں کو اہمیت دی بلکہ تاریخ،سیاست،مذہب،جغرافیہ،ادب،مناظر قدرت کے ساتھ یورپ کی تہذیب و تمدن کو بھی پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیاہے۔ اگرچہ مصنفہ کی دلچسپی یورپ میں مناظر قدرت کی رنگینیوں میں نظر آئی ہے۔مگر دُعا جو انگریزی ادب کی طلبہ تھی۔اُسے یورپ کے میوزیم، تاریخ اور کلاسیکل انگریزی شعر اسے رغبت تھی۔ جنھیں دیکھنے کے لیے وہ بے چین تھی۔اس بارے میں مصنفہ ایک جگہ لکھتی ہیں:۔

"اب اتفاق ایسا تھا کہ جزا جرمنی میں تعلیم حاصل کر رہی تھی اور ہمیں بُلا بھی رہی تھی و ہم نے جرمنی سے اپنے سفر کا سوچا دُعا کا ٹارگٹ میں اٹلی اور فرانس کے میوزیم تھے۔ جرمنی میں فرینکفرٹ اور برلن کے میوزیم اور میرا ٹارگٹ قدرتی حُسن، اٹلی کا ویلوریا ٹاؤن، جرمنی میں کولمار اور بلیک فورسٹ جہاں سے ڈینیوب ایک دریا کی شکل اختیار کر کے رختِ سفر باندھتا ہے"۔[۳]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

شبہ طراز جرمنی کے شہر فرینکفرٹ پہنچی جہاں پر انھوں نے قدرت کے حسین نظاروں کی فراوانی دیکھی اور ان مناظر کی منظر کشی خوب صورت الفاظ کے رنگوں میں اس قدر دلچسپ انداز میں کی ہے کہ پورا منظر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے۔ شبہ طراز نے فرائی برگ شہر کا تعارف جس طرح تاریخی، جغرافیائی اور معاشی تناظر میں تحریر کیا ہے اس سے ان کے یورپ کے بارے میں گہرے مشاہدے اور وسیع علم کا پتہ چلتا ہے کہ وہ یورپ کی مصنوعی چمک دمک سے کہیں زیادہ اس کے پس منظر کے حقائق پر نظر رکھتی ہیں۔ جرمنی میں فرائی برگ شہر کی قدیم معاشی حیثیت کو تاریخی تناظر میں بیان کرتے ہوئے لکھتی ہیں:۔

"شہر کے اطراف چاندی کی کانیں تھیں جن کی وجہ سے یہ شہر امیر ترین شہروں میں شمار ہوتا تھا ۱۳۲۷ میں فرائی برگ کا اپنا چاندی کا سکہ وجود میں لایا گیا۔ کچھ عرصہ فرائی برگ، بازل، کولمار اور بریزک ایک اتحادی قوت کے طور پر اکٹھے بھی رہے۔ جوں جوں چاندی کی کانیں ختم ہوتی رہیں شہر کی آبادی بھی گھٹتی رہی اور تیس گرجا گھروں والے اس شہر میں چودھویں صدی کے آخر تک محض چھ نفوس رہ گئے عہدِ قرون وسطیٰ کے اختتام اور نشاۃ الثانیہ کے اوائل میں یہ شہر ثقافتی اور تجارتی مرکز کے طور پر ابھرا۔۔۔اور ۱۴۵۷ سے آسٹریا کے ایجنٹ ابرک نے یہاں لیوڈگز یونیورسٹی کی بنیاد رکھی۔ جو جرمنی میں سب سے قدیم یونیورسٹی ہے۔"[۴]

فرائی برگ کی سیر و تفریح کے بعد کولمار شہر کا حال جو افسانوی انداز میں تحریر کیا ہے یہ شہر وائن کی پیداوار اور قدرتی حسن کی وجہ سے فلمی دنیا کے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جہاں پر مختلف ممالک سے فلمی ایکٹرز کہانی فلمانے کے لیے سال بہ سال آتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ کولمار کی تین ہزار سالہ قدیم جھیل ٹی ٹی سی کی منظر کشی بھی خوب صورت پیرائے میں کی ہے۔ ان کے یہاں دیگر سفر ناموں کے مقابلے میں منظر اور حقائق کے بیان میں اساطیری رنگ بھی نظر آتا ہے جو داستان کا خاصہ ہے۔ کولمار شہر کی سیر کے دوران انھیں زیادہ تر دکانوں میں قدیم تہذیب وثقافت کے آثار دکھائی دیے۔ ایک جگہ لکھتی ہیں۔

"ایک گفٹ شاپ جیسی دکان نظر آئی ان میں کچھ فرشتوں کی شبیہہ تھے تو کچھ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ کے بُت تھے۔ مختلف عیسائی بزرگوں کے بُت بھی تھے۔ اور عام

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

انسانوں کی شبیہہ بھی مزدوروں کے اوزاروں کے ساتھ بُت تھے۔لکڑی کے ماسک جن میں اسطوری کہانیوں کے کرداروں کی شکلیں اور چڑیلوں کی شکلیں پیش کی گئی تھیں"۔(۵)

جرمنی کی سفری روداد کے مقابلے میں سویئزر لینڈ، فرانس اوراٹلی کی سیر و سیاحت میں مصنفہ کا ذہنی رجحان زیادہ تر تاریخ میوزیم، فنون لطیفہ اور انگریزی ادب کی طرف مائل نظر آتا ہے۔سوئیزر لینڈ کی سیر میں سوئس میوزیم جو دریائے سہل اور دریا لیمے کے درمیان خشکی پر بنا ہوا تھا۔مصنفہ نے یہاں پر موجود چرچ اور آرٹ گیلریوں کے ذکر کے ساتھ ہی زیورخ کا مشہور Wilhelm Baumgartner کا مجسمہ کا بھی ذکر کیا۔ سوئس نیشنل میوزیم کے ساتھ ہی زیورخ کا مشہو و بلند و بالا کلاک ٹاور جو دور سے سیاحوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔شبہ طراز فرانس کے شہر پیرس کی طلسم انگیز رنگینیوں کو دیکھتی ہے تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔اسی شہر کو مستنصر حسین تارڑ نے اپنے دل کا شہر کا کہا تھا۔اس شہر میں بھی ان کی منزل "لوور" میوزیم ہی بنا۔شاید دُعا کی دلچسپی کو مصنفہ نے مقدم رکھا ۔لوور میوزیم میں جو نہ صرف فرانس کا نیشنل میوزیم ہے بلکہ پوری دنیا میں سب سے بڑا میوزیم ہونے کا درجہ رکھتا ہے ۔میوزیم میں لگے مجسموں کے ساتھ آرٹ گیلری، اور مونالیزا کا حال تحریر کیا ہے۔ایفل ٹاور جو دنیا میں رومانس والوں کی بدولت شہرت رکھتا ہے۔اسے سیاح لوگ جنھیں عشق و محبت سے سروکار ہوتا ہے۔اگر فرانس کی سیر کریں اور ایفل ٹاور کا چکر نہ لگائیں تو ان کی سیر و تفریح مکمل نہیں ہوتی۔فرانس کی سڑک شیمنز ایلیزے کا ذکر بھی کیا ہے جس پر سائیکل ریس ٹوورڈی فرانس کا اہتمام ہوتا ہے۔مشہور مصنفہ ایفل ٹاور کی سیر و تفریح میں جن مناظر سے لطف اندوز ہوئیں اس کا اظہار اس طرح کرتی ہیں:۔

"جہاں سے بے تحاشا سیاح اپنے کیمرے لیے تیار کھڑے تھے۔تب ہی سائرن کی آواز گونجی اور ٹاور روشنیوں میں نہا گیا۔کچھ دیر بعد لائیٹس جلنے بجھنے لگیں اور ٹاور کی نوک پر تیز سفید بیم لائٹ جھلملانے لگی۔۔۔نوجوان شور مچا رہے تھے اور نیچے چوڑی سڑکوں پر دور سے ٹریفک رواں دواں نظر آ رہی تھی"۔(۶)

شبہ طراز نے اگرچہ یورپ کی سیاحت کے دوران مذہب، جغرافیہ، مناظرِ قدری، جھیلیں، دریا، سبزہ، جنگل اور یادگار مقامات کو بھی شاعرانہ اسلوب میں تحریر تو کیا ہے۔لیکن اس کے باوجود مذہب، ثقافت، میوزیم اور

آرٹ گیلری کا رجحان غالب نظر آتا ہے۔ وینس کے میوزیم میں بنی ہوئی مشہور آرٹ گیلری Coronation of napoleon کے رنگوں میں ایک تاریخ رقم تھی مصنفہ اس کی مرقع نگاری یوں کرتی ہیں:۔

"اس ہال میں جناتی حجم کے کینوس پر خوب صورت کام کیا گیا تھا۔ کسی میں جنگ کے منظر بنے تھے۔ کسی میں عورتوں کو تصویر کیا گیا تھا کہیں سمندر اور کشتیاں تھیں تو کہیں سورج کا غروب ہونے کو زندہ کیا گیا تھا۔ اور حیرت اس بات پر ہو رہی تھی کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی رنگ اپنی اصل حالت میں موجود تھے"۔(۷)

مصنفہ کے دل میں وطن سے گہری محبت بھی نظر آتی ہے۔ وہ یورپ کی شہرت اور ترقی کے سامنے اپنی قوم اور وطن کو بھلاتی نہیں ہے۔ اپنی تہذیب و ثقافت، اپنی قوم اور تہذیبی اقدار کا اس قوم کی تہذیب و ثقافت سے تقابلی مطالعہ کرتی ہیں تو حیرانگی کی کیفیت میں اپنی قوم، ثقافتی زبوں حالی اور اہل مغرب کی ثقافت اور قوم کی ترقی میں کی گئی کاوشوں کو سراہتی ہیں۔ اپنے ملک کے حکمرانوں سے لے کر ایک عام آدمی کی بے حسی پر کُڑھتی ہیں۔ یورپ میں صدیوں پرانی آرٹ گیلری اور ان کی حفاظت کے لیے بنائے گئے ادارے اور میوزیم دیکھ کر اس بارے میں اپنے جذبات واحساسات کا اظہار ان الفاظ میں کرتی ہیں:۔

"بے شک قومیں ایسے نہیں بنتی ہیں اور جو محنت نہیں کرتیں وہ ریوڑ کہلاتی ہیں بلکہ ریوڑ تو چرواہے کی پکار پر ترتیب میں آتا ہے۔ ہم تو وحشی جانوروں کا جتھا بن کر رہ گئے ہیں ۔جدھر منہ اُٹھائے بھاگ رہا ہے۔ قومی مفاد کا کوئی سوچتا ہی نہیں حکمرانوں سے عام فرد تک سب بے حس ہو چکے ہیں۔ یہ بے حسی اپنے لیے تو نہیں کیوں کہ اپنے مفاد کا تو ہر فرد سوچ رہا ہے۔ لیکن ملک اور قوم کے لیے کوئی سنجیدہ نہیں"۔(۸)

اٹلی کی سیر میں بھی شبہ طراز نے زیادہ تر اُن شہروں اور مقامات کی سیاحت کو ترجیح دی۔ جہاں پر اُنھیں میوزیم اور آرٹ گیلری کے آثار وافر مقدار میں ملے۔ اٹلی، روم، میلان اور فلورنس میں آرٹ کے جس قدر نمونے ملتے ہیں شاید ہی کہیں اور ہوں۔ اسی وجہ سے ان شہروں کو آثار قدیمہ کا گڑھ کہا جاتا ہے۔ مصنفہ نے روم میں ایک چھوٹی سی خود مختیار ریاست ویٹی کن سٹی کا حال بیان کیا ہے۔ جو رومن کیتھولک عیسائی مذہب والوں کا متبرک مقام

ہے۔ پوپ کی رہائش گاہ بھی اسی شہر میں ہے جو دنیا کی سب سے چھوٹی مگر مضبوط ترین ریاست ہے۔ اس شہر کے بارے میں سلمیٰ اعوان اس طرح کی لکھتی ہیں۔

"دنیا کا سب سے چھوٹا ملک جس کے اپنے مسلح دستے، اپناڈاک کا نظام، ہیلی پیڈ، منی ٹرین اسٹیشن ریڈیو اسٹیشن، اپنا یورو سکہ جس پر پوپ بینڈکسٹ سولھواں کندہ ہے۔ سیاسی طور پر طاقت ور ۱۰۱ رومن کا روحانی مرکز ہے"(۹)

روم میں قیام کے دوران مصنفہ نے ادبی وابستگی اور فضا کی دلچسپی پر انگریزی شعرا کیٹس اور شیلے کے میوزیم بھی دیکھے ہر دو انگریزی ادب میں رومانوی تحریک کے بانیوں میں سے تھے۔ ان دو رومانوی شاعروں نے دنیا کی ہر زبان کے ادب کو متاثر کیا تھا مگر پھر انھوں نے ہمیشہ کے لیے خاموشی اُوڑھ لی تھی۔ کیٹس کی قبر پر جب مصنفہ کی نظر پڑی تو اس وقت قبر کے بیرونی مناظر نظر آئے انھیں اس طرح بیان کرتی ہیں۔

"کیٹس کی قبر پر پھول کھلے ہوئے تھے اوپر درخت پر کوئی پرندہ بیٹھا اپنا دُکھ بھرا نغمہ گا رہا تھا۔ شاید یہ بُلبل ہی تھا۔ جو کیٹس کے خوب صورت رومانوی گیت Ode to Nightingale سے نکل کر اُس کی قبر کے اوپر چکر لگا رہا تھا"(۱۰)

"یورپ میں ۱۹ دِن" جدید اُردو سفر نامہ کی روایت میں ایک منفرد مقام کا حامل ہے سیاحت نگار میں نسائی ادب کے حوالے سے اپنی اہمیت کو باور کروایا ہے۔ انتہائی جچے تُلے انداز میں قلیل وقت کی سیاحتی دنیا میں جہاں کی معلومات اکٹھی کر دی ہیں اور ایسی ایسی کہ جن سے اُردو سفر نامہ کا قاری ناآشنا تھا۔ سفر نامہ پڑھتے ہوئے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر منظر، واقعہ، عمارت، ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور نظاروں سے لطف اُٹھا رہے ہیں۔ قدرتی مناظر کی مرقع نگاری کی ایک مثال سفر نامہ کے اختتام میں اس طرح پیش کرتی ہیں۔

"شام کا حسین سورج اپنی زرد کرنوں میں شفق کی لالی گھول رہا تھا مجھے ویٹی کن سٹی کی ایک خاموش راہداری میں سجا پیتل کا چھوٹا سا حضرت عیسیٰ کا مجسمہ اور اس مجسمے کے پیچھے چلتی بھیڑوں کے ننھے ننھے مجسمے یاد آرہے تھے جو شام ڈھلے واپسی کے سفر میں تھے اتنے بڑے عجائب گھر میں رکھی قوی الجثہ کثیر تعداد میں موجود پینٹنگز اور انتہائی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

بڑے بڑے مجسموں کو دیکھنے کے بعد اس چھوٹے سے مجسمے کی سادگی ڈھلتی دھوپ کے
ساتھ آنکھوں میں آبیٹھی تھی"(۱۱)

شاعرہ ہونے کے ناطے ان کی نثر میں شعریت در آئی ہے اور ان کا نثری بیان شاعرانہ لطف و چٹخارے سے خالی نہیں رہا ہے۔ ان کے اسلوب بیان میں سادگی اور سلاست کے ساتھ ساتھ ایک خاص وصف بھی موجود ہے جس کو اپنائیت سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہو گا یہ ان کی شاعرانہ نثر کا وصفِ خاص ہے۔ مصنفہ نے جن مناظر اور واقعات کی بھی تمثال نگاری کی ہے۔ وہ جاذب نظر اور اہمیت کی حامل ہیں۔ مصنفہ کی محاکات نگاری اس پر مستزاد ہے ۔ ٹی ٹی سی جھیل کی سیر کے دوران جب وہ ہر طرف پھیلا گہرا نیلا پانی اور اس پر چلتی کشتیوں کو دیکھتی ہیں تو اس کے دماغ میں وحید احمد کی نظم کے مصرعے جھیل کے منظر کے ساتھ گھومنے لگتے ہیں۔ محاکات نگاری کی عمدہ مثال ملاحظہ کیجیے۔

وہ نیلا رنگ پہنے دور سے آئی
کہ جیسے آسماں کے
اوندھے برتن کی کوئی کرچی زمیں پر چل رہی ہو
کہ جیسے جھیل کی دھجی سفر میں ہو
کہ جیسے نیلے بحر بیکراں کا کنارہ
دائمی آوارگی میں ہو۔(۱۲)

مصنفہ کی تحریر میں ہر واقعہ اور منظر ایک تسلسل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ کہیں بھی کوئی رکاوٹ نظر نہیں آتی اور سفر نامہ کے جملہ واقعہ ایک بہاو کے ساتھ کہانی کے پلاٹ کی طرح اپنی ارتقائی منازل طے کرتے چلے جا رہے ہیں۔ انھیں لفظوں کے استعمال کا ہنر آتا ہے کہ کس جگہ کون سا لفظ فصیح ہو گا اور کہاں اس سے سلاست پیدا ہو گی۔ الغرض جدید اُردو نسائی سفر نامہ میں مصنفہ کا زیر بحث سفر نامہ ممتاز مقام رکھتا ہے۔ اور اپنی جداگانہ پہچان رکھتا ہے جو فکری حسن کے ساتھ ساتھ فنی چابکدستی کا امین بھی ہے۔ علاوہ ازیں اپنے اسلوب بیان کے اعتبار سے خاصے کی چیز ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مستنصر حسین تارڑ "فلیپ" "یورپ میں ۱۹ دن، ۲۰۱۹ از شبہ طراز، صریر پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۹ء

۲۔ ڈاکٹر رئیس احمد صمدانی، شبہ طراز کا سفر نامہ "یورپ میں ۱۹ دن" ۲۰۲۰ لاہور۔

۳۔ شبہ طراز "یورپ میں ۱۹ دن' صریر پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۹ء، ص ۱۰

۴۔ ایضاً ، ص ۲۹

۵ ایضاً ، ص ۴۱

۶۔ ایضاً ، ص ۹۷

۷۔ ایضاً ، ص ۷۹

۸۔ ایضاً ص۔ ۷۷

۹۔ سلمیٰ اعوان "اٹلی ہے دیکھنے کی چیز" دوست پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۷ ، ص۔ ۱۵۸

۱۰۔ شبہ طراز "یورپ میں ۱۹ دن" صریر پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۹، ص ۱۵۹

۱۱۔ ایضاً۔ ص ۱۷۵

۱۲۔ ایضاً۔ ص ۴۹